حقِ انتخاب: جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا

آپ کا ماضی آپ کی موجودہ شخصیت کا جواز تو ہو سکتا ہے، لیکن وہ آپ کو اس میں قید نہیں کر سکتا۔ حالات، زندگی کی ڈھلان پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن عروج کی سمت کا انتخاب آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ترقی کا آغاز اسی لمحے ہو جاتا ہے جب وضاحتیں عذر بننا بند ہو جائیں اور ذمہ داری کا احساس واپس لوٹ آئے۔ ردِ عمل سے پہلے کا ہر توقف اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے اندر آزادی اب بھی زندہ ہے۔ اور یہی آزادی —— خواہ کتنی ہی محدود کیوں نہ ہو —— انسان ہونے کا اصل وقار ہے۔

انہوں نے نہایت خاموشی سے یہ بات کہی، گویا وہ ایک ایسی حقیقت بیان کر رہے ہوں جسے کوئی سننا پسند نہیں کرتا۔ "انتخاب کا حق کبھی غائب نہیں ہوتا۔"

میں نے نظریں اٹھا کر پوچھا، "ان سب حادثات کے بعد بھی جو کسی انسان کے ساتھ بیت چکے ہوں؟"

انہوں نے جواب دیا، "خاص طور پر تب۔" انہوں نے وضاحت کی کہ جب ایک انسان اخلاقی شعور کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے، تو اس سے انتخاب کا حق کبھی نہیں چھینا جا سکتا۔ اس انتخاب کو استعمال کرنے کی صلاحیت کمزور ہو سکتی ہے۔ اس پر عمل کرنے کی مہارت نامکمل ہو سکتی ہے۔ لیکن انتخاب کا وہ حق برقرار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا، "اور یہی وجہ ہے کہ زندگی ایک آزمائش بن جاتی ہے۔"

میں نے اختلاف کرتے ہوئے کہا، "لیکن بچپن، صدمات اور ماحول کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یقیناً یہ چیزیں بہت کچھ طے کرتی ہیں۔"

"وہ بہت سی باتوں کی وضاحت تو کرتی ہیں،" انہوں نے اتفاق کیا۔ "مگر وہ ہر چیز کا فیصلہ نہیں کرتیں۔" انہوں نے بڑی احتیاط سے اس فرق کی وضاحت کی۔ بچپن کے تجربات، والدین کی تربیت، سماجی دباؤ اور ماحول، یہ سب رجحانات کو تشکیل دیتے ہیں اور میدانِ عمل کو ایک طرف جھکا دیتے ہیں۔ وہ مخصوص ردِ عمل کے امکانات کو بڑھا دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا، "لیکن امکان کا مطلب تقدیر نہیں ہے۔"

افراتفری میں پرورش پانے والے بچے کے لیے سکون تلاش کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ بے توجہی کا شکار ہونے والا بچہ اعتماد کرنے میں دشواری محسوس کر سکتا ہے۔ خوف کے سائے میں پروان چڑھنے والا بچہ دفاعی رویہ اپنانے کا عادی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا، "یہ حقیقی محرومیاں ہیں، لیکن یہ انتخاب کے حق کا خاتمہ نہیں ہیں۔"

انہوں نے مجھے ایک ایسی باریک مگر خطرناک تبدیلی کے بارے میں خبردار کیا جو بلوغت کی زندگی میں آتی ہے۔ "ایک خاص موڑ پر،" انہوں نے کہا، "وضاحت خاموشی سے عذر میں بدل جاتی ہے۔" "ہم یہ کہنے سے آغاز کرتے ہیں کہ 'میں اس وجہ سے ایسا ہوں'۔ پھر ہم اس ذہنی جھکاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ 'اسی لیے میں اس کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا'۔"

انہوں نے کہا، "یہ دوسرا جملہ ذمہ داری کو ختم کر دیتا ہے۔" انہوں نے ایک فرضی مثال پیش کی: "فرض کریں کہ سبب اور اثر کا قانون حتمی ہوتا، اتنا طاقتور کہ انتخاب کی کوئی گنجائش ہی نہ رہتی۔ ایسی دنیا میں، ایک مہربان شخص صرف اس لیے مہربان ہوتا کیونکہ اس کا بچپن اچھا گزرا، اور ایک ظالم شخص صرف اس لیے ظالم ہوتا کیونکہ اسے تکلیف پہنچائی گئی تھی۔"

انہوں نے پوچھا، "تو پھر انصاف کہاں رہا؟" "تعریف بے معنی ہو جاتی، ملامت بے مقصد ہو جاتی اور اخلاقی کوشش محض ایک سراب بن کر رہ جاتی۔" "اگر کوئی انتخاب ہی نہیں کر سکتا،" انہوں نے کہا، "تو کوئی جوابدہ بھی نہیں ہو سکتا۔"

انہوں نے واضح کیا کہ یہی وجہ ہے کہ اخلاقیات کی دنیا میں، انتخاب کی آزادی غیر متزلزل ہے۔ "خدا کا انصاف،" انہوں نے کہا، "انسانی انتخاب کے اختیار سے مشروط ہے۔" "اگر انتخاب کا حق واقعی ختم ہو جائے، تو سزا ظلم اور جزا محض طرف داری بن جائے گی۔ پورا اخلاقی ڈھانچہ ہی گر جائے گا۔ انہوں نے کہا، "چنانچہ انتخاب کوئی بوجھ نہیں بلکہ ایک اعزاز ہے۔"

میں نے سوچا کہ لوگ اکثر کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں، "میں بس ایسا ہی ہوں۔"

انہوں نے نرمی سے میری اصلاح کی: "نہیں۔ آپ 'فی الوقت' ایسے ہیں۔" انہوں نے سمجھایا کہ بہت سے لوگوں کے پاس انتخاب کی کمی نہیں ہوتی بلکہ ان میں ترقی کے لیے صبر کی کمی ہوتی ہے۔ "وہ فوری تبدیلی کی توقع رکھتے ہیں،" انہوں نے کہا۔ "جب ایسا نہیں ہوتا، تو وہ اسے ناممکن قرار دے دیتے ہیں۔" "مگر اخلاقی ترقی کسی سوئچ کی طرح کام نہیں کرتی۔ یہ اس مسل (Muscle) کی ورزش کی طرح ہے جو مدت سے استعمال نہ ہوا ہو۔" "آپ مسل (Muscle) کو قصوروار نہیں ٹھہراتے، بلکہ آپ اسے تربیت دیتے ہیں۔"

انہوں نے اپنی زندگی سے ایک مثال شیئر کی: "میرے اندر ایک ایسی عادت تھی جس سے مجھے نفرت تھی۔ میں اسے سمجھتا تھا، میں نے اس کا سراغ اپنے ماضی میں لگا لیا تھا اور میں اس کی مکمل وضاحت کر سکتا تھا۔"

میں نے پوچھا، "تو پھر آپ رکے کیوں نہیں؟"

انہوں نے جواب دیا، "کیونکہ سمجھ بوجھ عمل کی طرح محسوس ہوتی ہے، لیکن یہ عمل نہیں ہوتی" "ایک طویل عرصے تک، وضاحتوں نے انہیں تبدیلی کے بغیر محض ذہنی آرام فراہم کیا۔ صرف اس وقت تبدیلی کا آغاز ہوا جب انہوں نے یہ قبول کیا کہ ذمہ داری اب بھی ان کی اپنی ہے۔ انہوں نے کہا، "آہستہ آہستہ، تکلیف دہ حد تک، مگر دیانتداری کے ساتھ۔"

پھر انہوں نے رخ باہر کی طرف موڑا۔ "ایک سنگین مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب لوگ اپنا محاسبہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔" "جب ہر غلط بات کا ذمہ دار کسی دوسرے کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ جب ہر ناکامی کا ملبہ حالات پر ڈال دیا جاتا ہے۔ جب ہر خامی کا سراغ باہر تلاش کیا جاتا ہے اور کبھی اپنے اندر نہیں جھانکا جاتا۔ انہوں نے کہا، "یہ طرزِ فکر سکون دہ تو محسوس ہوتا ہے، لیکن یہ ترقی کو تباہ کر دیتا ہے۔"

کیونکہ ترقی تقاضا کرتی ہے کہ خامیوں کی ذمہ داری قبول کی جائے۔ اور ذمہ داری قبول کرنے کا تقاضا ہے کہ تمام رکاوٹوں کے باوجود یہ تسلیم کیا جائے کہ کچھ نہ کچھ اب بھی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مشکلات کو نظرانداز نہیں کر رہے تھے اور نہ ہی صدمات کی اہمیت کم کر رہے تھے۔ وہ کچھ اس سے زیادہ کٹھن بات کہہ رہے تھے۔

انہوں نے کہا، "آپ کا ماضی ڈھلان کی وجہ ہو سکتا ہے، لیکن آپ کس طرح چڑھتے ہیں، اس کا فیصلہ آپ خود کرتے ہیں۔" "اور چڑھنا ہمیشہ پھسلنے سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔

بات ختم کرتے ہوئے انہوں نے ایک ایسی بات کہی جو بوجھل بھی تھی اور حوصلہ افزا بھی: "اس بات پر حد سے زیادہ سوچ بچار نہ کریں کہ کس چیز نے آپ کی شخصیت کو ماضی میں تراشا، بلکہ اس پر توجہ دیں کہ کون سی چیز آپ کو ابھی تراش رہی ہے۔" "آگاہی کا ہر لمحہ ایک نئی آزمائش ہے۔ ہر ادراک ایک نیا راستہ ہے۔ ردعمل سے پہلے کا ہر توقف اس بات کا ثبوت ہے کہ انتخاب اب بھی زندہ ہے۔

اور شاید یہی وہ خاموش سچائی ہے جس سے اکثر لوگ کتراتے ہیں: آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا، شاید آپ اس کے ذمہ دار نہ ہوں۔ مگر ایک بار جب آپ خود کو واضح طور پر دیکھ لیتے ہیں، تو آپ اس کے ذمہ دار بن جاتے ہیں جو آپ اس کے بعد کرتے ہیں۔ وہ ذمہ داری کوئی ظلم نہیں ہے، بلکہ یہی تو انسانی وقار ہے۔